ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷۵

بشارت دی کہ اک بیٹا ہی تیرا جو ہوگا ایک دن محبوب میرا

دُور کروں گا اُس مہ سے اندھیرا دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

بشارت کیا ہے اک دل کی مُرادی فسبحان الذی اخزی الاعادی

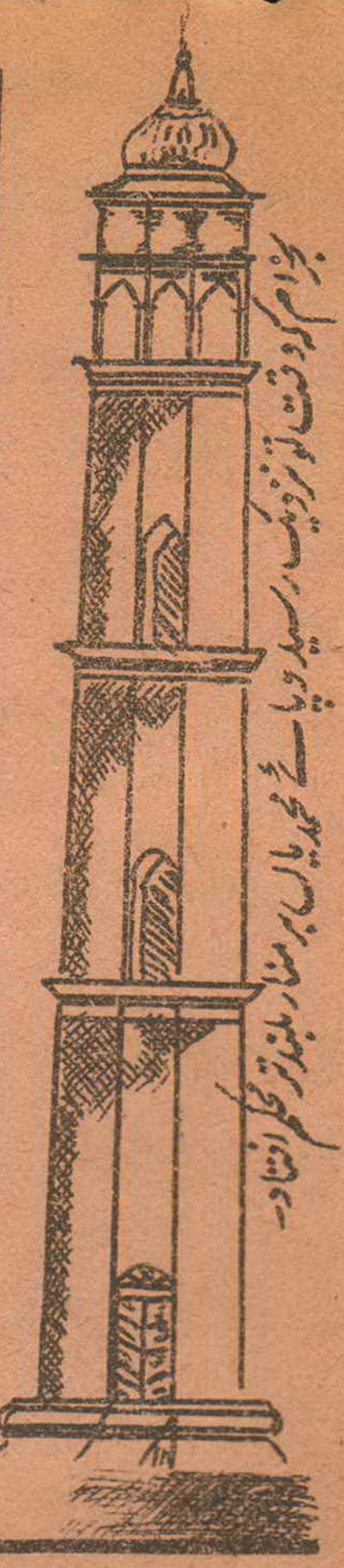

ناروں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۳۲ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۲۱-اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء یوم پنجشنبہ | جلد ۵

سلسلہ کی خبریں

حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔ ہفتہ میں تین دن درس قرآن مسجد اقصیٰ میں دیتے ہیں۔ الحمد للہ۔

مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے ناظر تالیف واشاعت بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ احباب ادنیٰ صحت کیلئے دعائیں کریں۔ خداوند کریم مولوی صاحب کو صحت عطا فرمائے آمین۔

ضرورت ہے۔ دفتر فاروق کیلئے ایک کاتب کی ضرورت ہے جو اردو عربی عمدہ لکھ سکتا ہو۔ درخواست کے ساتھ نمونہ خط آنا چاہیئے۔ تنخواہ کا فیصلہ خط کے ذریعہ ہوگا منیجر اخبار فاروق قادیان ضلع گورداسپور ملک پنجاب۔

یوسفؑ اور زلیخا

از مولوی صدرالدین صاحب کوہاٹی

معزز ناظرین۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اگرچہ ہر سوال اور اعتراض کا جواب دیا جا چکا جو اسلام پر وارد ہوتے تھے۔ لیکن پھر بھی کئی ایک گوشے ملک کے ایسے ہیں گے۔ جنمیں ابھی تک وہی سابقہ حالت باقی ہے۔ یہاں ایک مولویصاحب نے چند ایک سوال مجھپر کئے۔ جن کا جواب ان کو تو دیا ہی جا چکا۔ لیکن فائدہ عام کیلئے درج اخبار کرتا ہوں۔ وہو ہذا۔

اعتراض اوّل حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا کیساتھ بدی کا ارادہ کیا جو کہ "ہمت بہ وہم بہا" سے ظاہر ہے۔ جسکا صاف مطلب یہ ہے کہ اسنے (زلیخا) نے ارادہ کیا۔ اور اسنے بھی ارادہ کیا۔ مگر کچھ امور کشفیہ دیکھکر رُک گیا۔ اگرچہ فعل ناجائز اُسنے وقوع پذیر نہیں ہُوا۔ تاہم ایک امر ناجائز کا ارادہ بھی انبیاء کے شان کے مطابق نہیں ہے

جواب۔ بیشک آیت کے الفاظ سے بادی النظر میں جو مفہوم سمجھ میں آتا ہے۔ وہ یہی ہے۔ اور اسمیں معترض کا قصور چنداں نہیں۔ بلکہ قوم کا مذاق ہی قرآن فہمی کے مخالف پڑا ہوا ہے۔ کیونکہ ایک مفسرین لکھہ گئے ہیں۔ کہ (معاذ اللہ) حضرت یوسف بھی ازار بند کھولنے لگے تھے۔ لیکن رُک گئے افسوس۔ اس قوم کے اعتراضات سے کوئی نبی بھی نہ بچا۔ کسی نہ کسی رنگ میں سب کو مورد اعتراض بنا ہی دیا۔ کسی کے متعلق کوئی الزام کوئی کسی الزام کے نیچے۔ لیکن ذرا غور سے یہ الزام سراسر غلط ثابت ہو جاتا ہے۔ سنیئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلاصہ جواب یہ ہے۔ کہ اس عورت نے بدی کا ارادہ کیا۔ اور حضرت نے بدی سے بچنے کا ارادہ کیا۔

زلیخا نے یوسفؑ سے

ن۔ وراودته التی هو فی بیتها عن نفسه غلقت الابواب وقالت هیت لك (اپنے گھر کے محبوب سے محبت کی در بند کئے اور کہا میں تیار ہوں)

ی۔ قال معاذ الله انه ربی احسن مثوای انه لا یفلح الظالمون۔ فرمایا پناہ بخدا۔ وہ میرا ولی اس کے یہ احسانات ظالموں کو کہاں خلاصی ہے۔

ن۔ استبقا الباب وقدت قمیصه من دبر والفیا سیدها لدا الباب قالت ما جزاء من اراد باهلك سوءً الا ان یسجن او عذاب الیم دونوں دروازے دوڑے۔ اسکی قمیص پشت سے پھاڑ ڈالی آگے آقا دروازے پر موجود۔ بول اٹھی۔ جو تیری گھر کے ساتھ بدنیت ہو۔ اسے قید بھلی یا درد ناک مار۔

ی۔ قال هی راودتنی عن نفسی بولے جناب یہی آرزو کرتی رہی۔ (یہ تو ان دونوں کا مکالمہ ہوا) گویا بطور مدعی و مدعا علیہ۔ ہیں۔ اب فیصلہ شہادات پر ہوگا۔ ملاحظہ ہوں شہادات

شہادات۔ (۱) اللہ تبارک و تعالیٰ کی شہادت لولا ان را برهان ربه۔ کذالك لنصرف عنه السوء والفحشاء انه کان من عبادنا المخلصین (یعنی کچھ اگر گزرتا) مگر ناممکن تھا۔ کیونکہ خدا کی تعلیم سے خوب واقف تھا۔ محسنین کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے۔ وہ ہمارے مخلص بندوں سے تھا۔ ہم نے اسکے برائی کو روک لیا

نوٹ۔ لنصرف عنه السوء۔ قابل غور ہے۔ اگر وہ ارادہ بدی کرتے تو خدا وند تعالیٰ جو عالم الغیب ہے۔ اسکی شہادت یوں دیتے کہ

زلیخا کی اپنی شہادت فذالك الذی لمتننی فیه قد راودته عن نفسه فاستعصم یہی تو ہے جس کے باعث مجھے ملامت رہتی تھی۔ میں نے بڑی کوشش کی لیکن وہ بچ رہا۔

آخری فیصلہ۔ حضرت یوسفؑ خواب کی تعبیر پوچھنے والے کو کہتے ہیں۔ جب وہ بلانے آتا ہے۔

ی۔ ارجع الی ربك فاسئله ما بال النسوة التی قطعن ایدیهن۔ اپنے آقا کے پاس جاؤ اور پوچھو۔ ان عورتوں نے کیوں ہات کاٹ ڈالے۔

ملک۔ (پوچھتا ہے) ما خطبکن اذ راودتن یوسف عن نفسه سچ سچ کہو۔ یوسف کے ساتھ کیا معاملہ تھا۔ جب تم اسکو چاہتی نہیں۔

انوة المدینه۔ قلن حاش لله ما علمنا علیه من سوء۔ بولیں توبہ۔ خدا گواہ ہے ہمیں تو اسمیں کوئی بھی برائی نظر نہ آئی۔

(امرأة العزیز کی شہادت آخری) ۲- الآن حصحص الحق۔ انا راودته عن نفسه وانه لمن الصادقین۔ اب حق کھل گیا۔ سراسر میری ہی خواہش تھی۔ کہ وہ میرے دام محبت میں پھنس جاوے۔ وہ تو بالکل راستباز آدمی ہے۔

ناظرین۔ یہ وہ تمام مکالمہ اور فیصلہ ہے جو خدا کے کلام نے یوسفؑ کے بریت کے متعلق ذکر فرمادیا۔ باوجود اس تمام وضاحت کے پھر اعتراض کیا معنے رکھتا ہے۔

پھر لکھتا ہوں

کہ فاروق کی سہ ماہی رواں کا چندہ اکتوبر لغایت دسمبر ۱۹۱۳ء ایک روپیہ اور بقایا داران اپنی بقایا بذریعہ منی آرڈر بھیجکر ثواب امداد حاصل کریں۔ اور جدید خریدار دیگر فاروق کی اپیل کا جواب دیں۔ ایکزار آپ نے پورا کرنا ہے جو جلسہ سے پہلے پہلے کردو۔ خدا آپکی مدد کرے آمین۔ منیجر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۱۴- اکتوبر ۱۹۱۳ء

کلام الامام

(از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

جب حضرت صاحبزادہ بشیر احمد شریف احمد در مبارکہ بیگم کی ولادت ہوئی۔ اسوقت جیسا کہ حضرت حجۃ اللہ کا معمول ہے کہ خدا تعالےٰ کے انعام و عطایا پر شکریہ کے طور پر صدقات دیتے ہیں آپ نے شکریہ کے طور پر ایک دعوت دی اسپر حضرت نواب صاحب قبلہ نے ایک سوال کیا کہ حضور یہ آمین جو ہوئی ہے یہ کوئی رسم ہے یا کیا ہے؟

اسکے جواب میں حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ فرمایا وہ ہم یہاں درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر۔

فرمایا

جو امر یہاں پیدا ہوتا ہے۔ اس پر اگر غور کیا جاوے اور نیک نیتی اور تقویٰ کے پہلوؤں کو ملحوظ رکھکر سوچا جاوے تو اس سے ایک علم پیدا ہوتا ہے۔ میں اسکو آدمی کی صفائی قلب اور نیک نیتی کا نشان سمجھتا ہوں کہ جو بات سمجھ میں نہ آوے اسکو پوچھ لیتے ہیں۔ بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے دلمیں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے اور وہ اسکو نکالتے نہیں۔ اور پوچھتے نہیں جس سے وہ اندر ہی اندر نشو و نما پاتا رہتا ہے اور پھر اپنی شکوک اور شبہات کے انڈے بچے دیدیتا ہے اور روح کو تباہ کر دیتا ہے۔ ایسی کمزوری نفاق تک پہنچا دیتی ہے کہ جب کوئی امر سمجھ میں نہ آوے تو اوسے پوچھا نہ جاوے اور خود ہی ایک رائے قائم کر لیجاوے۔ میں اسکو داخل ادب نہیں کرتا کہ انسان اپنی روح کو ہلاک کر لے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر سوال کرنا بھی مناسب نہیں اس سے منع فرمایا گیا ہے لا تسئلوا عن اشیاء کم اور ایسا ہی اس سے بھی منع کیا گیا ہے کہ آدمی جاسوسی کر کے دوسروں کی برائیوں کو نکالتا رہے یہ دونوں طریق برے ہیں لیکن اگر کوئی امر اہم دل میں کھٹکے تو اوسے ضرور پیش کر کے پوچھ لینا چاہیئے۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ اگر کوئی شخص خراب غذا کھالے اور وہ پیٹ میں جا کر خرابی پیدا کرے اور اس سے جی متلانے لگے تو چاہیئے کہ فوراً قے کر کے اسکو نکال دیا جاوے لیکن اگر وہ اسکو نکالتا نہیں تو پھر وہ آلات ہضم میں فتور پیدا کر کے صحت کو بگاڑ دیگی۔ جیسے ایسی غذا کو فوراً نکالنا چاہیئے۔ جو بات دل میں کھٹکے اسے جلد باہر نکال دو۔ غرض میں اسکو آدمی سعادت کی نشانی سمجھتا ہوں۔ کہ آپ جو بات سمجھ میں نہ آوے اسے پوچھ لیتے ہیں۔ اور اسکو اعتراض بن جانے کا موقعہ نہیں دیتے بخاری کی پہلی حدیث یہ ہے انما الاعمال بالنیات اعمال نیت پر ہی منحصر ہیں صحت نیت کے ساتھ کوئی جرم بھی جرم نہیں رہتا۔ قانون کو دیکھو اس میں بھی نیت کو ضروری سمجھا ہے۔ مثلاً ایک باپ اگر اپنے بچے کو تنبیہ کرتا ہو کہ تو مدرسہ جا کر پڑھ اور اتفاق سے کسی ایسی جگہ چوٹ لگ جاوے کہ وہ بچہ مر جاوے تو دیکھا جاوے گا کہ یہ قتل عمداً مستلزم السزا نہیں ٹھہر سکتا۔ کیونکہ اسکی نیت بچے کو قتل کرنے کی نہ تھی۔ تو ہر ایک کام میں نیت پر بہت بڑا انحصار ہے۔ اسلام میں یہ مسئلہ بہت سے امور کو حل کر دیتا ہے۔ پس اگر نیک نیتی کے ساتھ محض خدا کیلئے کوئی کام کیا جاوے اور دنیا داروں کی نظر میں وہ کچھ ہی ہو۔ تو اسکی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ یاد رکھو کہ انسان کو چاہیئے کہ ہر وقت اور ہر حالت میں دعاء کا طالب رہے اور دوسرے اما بنعمت ربک فحدث پر عمل کرے۔ خدا تعالےٰ کی عطاء کردہ نعمتوں کی تحدیث کرنی چاہیئے۔ اس سے خدا تعالےٰ کی محبت بڑھتی ہے اور اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے ایک جوش پیدا ہوتا ہے تحدیث کے یہی معنے نہیں ہیں کہ انسان صرف زبان سے ذکر کرتا رہے۔ بلکہ جسم پر بھی اسکا اثر ہونا چاہیئے۔ مثلاً ایک شخص کو اللہ تعالےٰ نے توفیق دی ہے کہ وہ عمدہ کپڑے پہن سکتا ہے لیکن وہ ہمیشہ میلے کچیلے کپڑے پہنتا ہے۔ اس خیال سے کہ وہ واجب الرحم سمجھا جاوے یا اسکی آسودہ حالی کا حال کسی پر ظاہر نہ ہو ایسا شخص گناہ کرتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کے فضل اور کرم کو چھپانا چاہتا ہے۔ اور نفاق سے کام لیتا ہے۔ دھوکہ دیتا ہے اور مغالطہ میں ڈالنا چاہتا ہے۔ یہ مومن کی شان سے بعید ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مذہب مشترک تھا۔ آپ کو جو ملتا تھا پہن لیتے تھے۔ اعتراض نہ کرتے تھے جو کپڑا پیش کیا جاوے اسے قبول کر لیتے تھے۔ لیکن آپ کے بعد بعض لوگوں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسی میں تواضع دیکھی کہ رہبانیت کی جڑ ولادی
بعض درویشوں کو دیکھا گیا کہ گوشت میں خاک
ڈال کر کھاتے تھے۔ ایک درویش کے
پاس کوئی شخص گیا۔ اُسنے کہا کہ اسکو کھانا
کھلا دو اس شخص نے اصرار کیا کہ میں آپ کے
ہی ساتھ کھاؤنگا۔ آخر جب وہ اس درویش
کے ساتھ کھانے بیٹھا تو اسکے لئے نیم کے
گولے تیار کر کے آگے رکھے گئے اس قسم
کے امور بعض لوگ اختیار کرتے ہیں اور
غرض یہ ہوتی ہے کہ لوگوں کو اپنے باکمال ہونیکا
یقین دلائیں۔ مگر اسلام ایسی باتوں کو کمال میں
داخل نہیں کرتا اسلام کا کمال تو تقویٰ ہے
کہ جس سے ولایت ملتی ہے۔ جس سے فرشتے
کلام کرتے ہیں خدا تعالےٰ بشارتیں دیتا ہے
ہم اس قسم کی تعلیم نہیں دیتے۔ کیونکہ اسلام
کی تعلیم کے منشاء کے خلاف ہے۔ قرآن شریف
تو کلوا من الطیبٰت کی تعلیم دے۔ اور
یہ لوگ طیب عمدہ چیزیں خاک ڈالکر غیر طیب
بنا دیں اس قسم کے مذاہب اسلام کے بہت
عرصہ بعد پیدا ہوئے ہیں یہ لوگ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پر اضافہ کرتے ہیں۔
انکو اسلام سے اور قرآن کریم سے کوئی تعلق
نہیں ہوتا۔ یہ خود اپنی شریعت الگ قائم کرتے
ہیں ہیں اسکو سخت حقارت اور نفرت کی
نگاہ سے دیکھتا ہوں ہمارے لئے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسوۂ حسنہ
ہیں ہماری بھلائی اور خوبی یہی ہے کہ جہانتک
ممکن ہو آپ کے نقش قدم پر چلیں اور اسکے
خلاف کوئی قدم نہ اٹھائیں۔

عورتوں اور بچوں کے تعلقات

اسی طرح پر عورتوں اور بچوں کے ساتھ
تعلقات اور معاشرت میں لوگوں نے غلطیاں
کھائی ہیں اور جادہ مستقیم سے بہک گئے
ہیں۔ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ عاشروھن
بالمعروف مگر اب اسکے خلاف
عمل ہو رہا ہے۔

دو قسم کے لوگ اسکے متعلق بھی پائے
جاتے ہیں ایک گروہ تو ایسا ہے کہ انہوں نے
عورتوں کو بالکل خلی الرسن کر دیا ہے کہ دین کا
کوئی اثر ہی انپر نہیں ہوتا۔ اور وہ کھلے طور پر
اسلام کے خلاف کرتی ہیں اور کوئی ان سے
نہیں پوچھتا۔ اور بعض ایسے ہیں کہ انہوں نے
خلی الرسن تو نہیں کیا مگر اسکے بالمقابل ایسی
سختی اور پابندی کی ہے کہ انہیں اور حیوانوں
میں کوئی فرق نہیں کیا جا سکتا اور کثیر کوں
اور بہائم سے بھی بدتر ان سے سلوک ہوتا ہے
مارتے ہیں تو ایسے بیدرد ہو کر کہ کچھ پتہ ہی نہیں
کہ آگے کوئی جاندار ہستی ہے نہیں۔ غرض
بہت ہی بری طرح سلوک کرتے ہیں۔
یہانتک کہ پنجاب میں مثل مشہور ہے کہ
عورت کو پاؤں کی جوتی کے ساتھ تشبیہ دیتے
ہیں کہ ایک کو اتار دی دوسری پہن لی یہ
بڑی خطرناک بات ہے۔ اور اسلام کے
شعائر کے خلاف ہے۔ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم سارے باتوں کے کامل نمونہ
ہیں۔ آپ کی زندگی میں دیکھو کہ آپ عورتوں
کے ساتھ کیسی معاشرت کرتے تھے۔
میرے نزدیک وہ شخص نامرد اور نامرد
ہیں جو عورت کے مقابلہ میں کھڑا ہوتا ہے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کو
مطالعہ کرو تا تمہیں معلوم ہو۔ کہ آپ ایسی
خلیق تھے باوجودیکہ آپ بڑے بارعب
تھے لیکن اگر کوئی ضعیفہ عورت بھی آپ
کے پاس آکر کھڑی ہو تو آپ اسوقت تک کھڑے رہتے
جب تک کہ وہ اجازت نہ دے اپنے
سوائے خود خرید لایا کرتے تھے ایکبار
آپ نے کچھ خریدا تھا۔ ایک صحابی نے
عرض کی کہ حضور مجھے دیدیں آپ نے
فرمایا کہ جسکی چیز ہو اسکو ہی اٹھانی چاہیئے۔ اس سے
یہ نہیں نکالنا چاہیئے۔ کہ آپ لکڑیوں کا گٹھا
بھی اٹھا کر لایا کرتے تھے۔ غرض ان واقعات
سے یہ ہے کہ آپ کی سادگی اور اعلیٰ درجہ کی
بے تکلفی کا پتہ لگتا ہے۔ آپ پاپیادہ بھی چلا
کرتے تھے۔ اسوقت یہ کوئی تمیز نہ ہوتی تھی
کہ کوئی آگے ہے یا پیچھے جیسا کہ آجکل وضعدار
لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ کہ کوئی آگے نہ ہونے
پائے۔ یہانتک سادگی تھی کہ بعض اوقات
لوگ تمیز نہیں کر سکتے تھے۔ کہ انمیں پیغمبر صلے اللہ
علیہ وسلم کون ہیں۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ
عنہ کی ڈاڑھی سفید تھی لوگوں نے بھی سمجھا کہ آپ
ہی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لیکن جب
حضرت ابوبکرؓ نے اٹھ کر کوئی خادمانہ کام کیا اور
اسطرح سمجھا دیا کہ آپ پیغمبرؐ ہیں تب معلوم ہوا۔

(ایڈیٹر) حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
سادگی بعینہٖ اسی قسم کی تھی۔ آپ سیر کو نکلتے
تھے تو کوئی تمیز نہیں ہوتی تھی۔ کہ کوئی آگے
نہ بڑھے بلکہ بسا اوقات جلیل القدر اصحاب کو
خیال پیدا ہوتا تھا۔ کہ خاک اڑتی ہے۔ اور حضرت
اقدس پیچھے ہیں۔ مگر حضرت حجۃ اللہ نے کبھی
اس قسم کا خیال ہی نہیں فرمایا۔ اکثر ایسا ہوتا
تھا۔ کہ پیچھے سے لوگ چلے آتے ہیں اور اعلیٰ
حضرتؑ کو پتہ نہیں لگ گئی ہے یا جوتی نکل گئی ہے
یا چھڑی گر گئی ہے۔ مگر کبھی کسی نے نہیں دیکھا
یا سنا ہوگا کہ آپ نے کوئی ملال ظاہر کیا ہو
یا کسی خاص وضع کو پسند کیا ہو۔ بلکہ بہت
مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ آپ صحابہ کے زمرہ میں
بیٹھے ہیں اور کوئی اجنبی آیا ہے تو اس نے
پوچھ کر مولانا مولوی عبدالکریم صاحب یا حضرت
حکیم الامت سے اول مصافحہ کیا اور حضرت مسیح
آپ کو سمجھا تو ان بزرگوں [illegible]
کہ حضرت صاحب یہ ہیں۔ غرض [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سارا نمونہ آپ میں نظر آتا ہے جسکو شک ہو وہ یہاں آکر اور رہ کر دیکھ لے۔ یہی حال آپ کے خلیفہ ثانی کا ہے جو حسن و احسان میں آپ کا نظیر ہے۔

بعض دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑ میں بھی ہیں ایک مرتبہ آپ آگے نکل گئے اور دوسری مرتبہ خود نرم ہو گئے تاکہ عائشہ رضی اللہ عنہا آگے نکل جائیں۔ اور وہ آگے نکل گئیں۔ اسی طرح پر یہ بھی ثابت ہے کہ ایک بار کچھ حبشی آئے جو تماشہ کرتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کو انکا تماشہ دکھایا۔ اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب آئے تو وہ حبشی انکو دیکھکر بھاگ گئے۔

غرض جب انسان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو غور سے مطالعہ کرتا ہے۔ تو اسے بہت کچھ پتہ ملتا ہے۔ لیکن بعض احمق کور باطن ایسے بھی ہیں جو آپ کی زندگی پر تدبر تو کرتے نہیں اور اعتراض کرنے کے لئے زبان کھولتے ہیں۔ یہ حال عیسائیوں اور آریوں کا ہے

غرض اسوقت لوگوں نے سنت اور بدعت میں سخت غلطی کھائی ہوئی ہے اور انکو ایک خطرناک دھوکا لگا ہوا ہے وہ سنت اور بدعت میں کوئی تمیز نہیں کر سکتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو چھوڑ کر خود اپنی مرضی کے طریق بہت سی راہیں خود ایجاد کر لی ہیں۔ اور انکو اپنی زندگی کے لئے کافی راہنما سمجھتے ہیں حالانکہ وہ انکو گمراہ کرنیوالی چیز ہیں۔ جب آدمی سنت اور بدعت میں تمیز کرلے اور سنت پر قائم ہو جائے تو وہ برکات سے بھی مالا مال ہو سکتا ہے لیکن جو فرق نہیں کرتا۔ اور سنت کو بدعت کے ساتھ ملاتا ہے اسکا انجام اچھا

بیان فرمایا ہے وہ بالکل واضح اور بین ہے اور پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے کر دکھا دیا ہے۔ آپکی زندگی کامل نمونہ ہے۔ لیکن باوجود اس کے ایک حصہ اجتہاد کا بھی ہے جہاں انسان واضح طور پر قرآن شریف یا سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں اپنی کمزوری کی وجہ سے کوئی بات نہ پا سکے تو اسکو اجتہاد سے کام لینا چاہیئے۔ مثلاً شادیوں میں جو بہاجی دیجاتی ہے۔ اگر اسکی غرض صرف یہی ہے کہ تا دوسروں پر اپنی شیخی اور بڑائی کا اظہار کیا جاوے تو یہ ریاکاری اور تکبر کیلئے ہوگی اس لئے حرام ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص محض اسی نیت سے کہ اما بنعمۃ ربک فحدث کا عملی اظہار کرے اور حمادز قتنھم ینفقون پر عمل کرنیکے لئے دوسرے لوگوں سے سلوک کرنے کیلئے دے تو یہ حرام نہیں پس جب کوئی شخص اس نیت سے تقریب پیدا کرتا ہے اور اسمیں معاوضہ ملحوظ نہیں ہوتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضاء حاصل کرنا غرض ہوتی ہے۔ تو پھر وہ ایک سو نہیں خواہ ایک لاکھ کو کھانا دے منع نہیں + اصل مدار نیت پر ہے۔ نیت اگر خراب اور فاسد ہو تو وہ ایک جائز اور حلال فعل کو بھی حرام بنا دیتی ہے +

ایک قصہ مشہور ہے کہ ایک بزرگ نے دعوت کی اور اس نے چالیس چراغ روشن کئے بعض آدمیوں نے کہا کہ اسقدر اسراف نہیں چاہیئے۔ اس نے کہا کہ جو چراغ میں نے ریاکاری سے کیا ہے اسے بجھا دو۔ مگر کسی کی کوئی ایک بھی نہ بجھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک ہی فعل ہوتا ہے اور دو آدمی اسکو کرتے ہیں۔ ایک اس فعل کو کرکے [illegible] ہوتا ہے۔ اور دوسرا ثواب

اور یہ فرق نیتوں کے اختلاف سے پیدا ہو جاتا ہے۔ لکھا ہے کہ بدر کی لڑائی میں ایک شخص مسلمانوں کیطرف سے نکلا جو اکڑ اکڑ چلتا تھا اور صاف ظاہر ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا تو فرمایا کہ یہ وضع خداوند تعالیٰ کی نگاہ میں مبغوض ہے مگر اسوقت محبوب ہے کیونکہ اسوقت اسلام کی شان اور شوکت کا اظہار اور فریق مخالف پر ایک رعب پیدا ہو + پس ایسی بہت سی مثالیں اور نظیریں ملینگی جن سے آخر کار جا کر یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ انما الاعمال بالنیات بالکل صحیح ہے۔

اسیطرح میں ہمیشہ اس فکر میں رہتا ہوں اور سوچتا رہتا ہوں کہ کوئی راہ ایسی نکلے جس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کا اظہار ہو اور لوگوں کو اسپر ایمان پیدا ہو۔ ایسا ایمان جو گناہ سے بچاتا ہے۔ اور نیکیوں کے قریب کرتا ہے اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے مجھپر لاانتہا فضل اور انعام ہیں انکی تحدیث مجھپر فرض ہے + پس میں جب کوئی کام کرتا ہوں تو میری غرض اور نیت اللہ تعالیٰ کے جلال کا اظہار ہوتی ہے ایسا ہی اس آمین کی تقریب پر بھی ہوا ہے یہ لڑکے چونکہ اللہ تعالیٰ کا ایک نشان ہیں اور ہر ایک انمیں سے خدا تعالیٰ کی پیشگوئیوں کا زندہ نمونہ ہیں اس لئے میں اللہ تعالیٰ کے ان نشانوں کی قدر کرنی فرض سمجھتا ہوں کیونکہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کریم کی حقانیت اور خود اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت ہیں۔ اسوقت جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو پڑھ لیا تو مجھے کہا گیا کہ اس تقریب چند دعائیہ شعر جنمیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا شکر بھی ہو لکھدوں۔ میں جیسا کہ ابھی کہا ہے اصلاح کے فکر میں رہتا ہوں۔ میں نے اس تقریب کو بہت ہی مبارک سمجھا اور میں مناسب جانا کہ اسطرح تبلیغ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس یہ میری نیت اور غرض تھی چنانچہ جب میں نے اسکو شروع کیا اور جب یہ مصرع لکھا۔

ہر ایک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے

تو دوسرا مصرع الہام ہوا۔

اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بھی میرے اس فعل سے راضی ہوا ہے۔ قرآن شریف تقویٰ ہی کی تعلیم دیتا ہے اور یہی اس کی علت غائی ہے اگر انسان تقویٰ اختیار نہ کرے تو اسکی نمازیں بھی بیفائدہ اور دوزخ کی کلید ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ اسکی طرف اشارہ کرکے سعدی کہتا ہے۔

کلید در دوزخ است آن نماز
کہ در چشم مردم گذاری دراز

ریاء الناس کے لئے خواہ کوئی کام بھی کیا جاوے اور اسمیں کتنی ہی نیکی ہو لیکن وہ بالکل بے سود اور الٹا عذاب کا موجب ہو جاتا ہے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ ہمارے زمانے کے فقراء خدا تعالیٰ کیلئے عبادت کرنا ظاہر کرتے ہیں مگر دراصل وہ خدا کیلئے نہیں کرتے بلکہ مخلوق کیواسطے کرتے ہیں۔ انہوں نے عجیب عجیب حالات ان لوگوں کے لکھے ہیں وہ بیان کرتے ہیں۔ ان کے لباس کے متعلق لکھا ہے کہ اگر وہ سفید کپڑے پہنتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ عزت میں فرق آئیگا۔ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اگر میلے رکھیں گے تو عزت میں فرق آئیگا اسلئے امرا میں داخل ہونے کے واسطے یہ تجویز کرتے ہیں کہ اعلیٰ درجہ کے کپڑے نہیں مگر اُن کو رنگ لیتے ہیں اور ایسا ہی اپنی عبادتوں کو ظاہر کرنیکے لئے عجیب عجیب راہیں اختیار کرتے ہیں۔ مثلاً روزہ کے ظاہر کرنیکے واسطے جب وہ کسی کے ہاں کھانیکے وقت پر پہونچتے ہیں اور وہ کھانے کیلئے اصرار کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ آپ کھائیے میں نہیں کھاؤں گا مجھے کچھ عذر ہے اس فقرے کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ مجھے روزہ ہے۔ اسطرح پر عبادات انکے کہتے ہیں۔ پس دنیا کی خاطر اور اپنی عزت و شہرت کے لئے کوئی کام کرنا خدا تعالیٰ کی رضامندی کا موجب نہیں ہو سکتا اس زمانہ میں بھی دنیا کی ایسی ہی حالت ہو رہی ہے کہ ہر ایک چیز اپنے اعتدال سے گر گئی ہے عبادات اور صدقات سب کچھ ریاکاری کیواسطے ہو رہے ہیں۔ اعمال صالحہ کی جگہ چند رسوم نے لی ہے اسلئے رسوم کے توڑنے سے یہی غرض ہوتی ہے کہ کوئی فعل یا قول قال اللہ اور قال الرسول کے خلاف اگر ہو تو اُسے توڑا جائے جبکہ ہم مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور ہمارے سب اقوال و افعال اللہ تعالیٰ کی رضاء اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو۔ اسکو دور کر دیا جاوے اور چھوڑا جاوے جو احکام الٰہی اور وصایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے موافق ہوں انپر عمل کیا جاوے کہ احیاء سنتہ اسی کا نام ہے۔ اور جو امور وصایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف نہ ہوں۔ اور نہ انمیں ریاکاری مدنظر ہو بلکہ بطور اظہار شکر و تحدیث بالنعمۃ ہوں تو اُسکے لئے کوئی حرج نہیں ہے

ہمارے علماء تو یہانتک بعض اوقات مبالغہ کرتے ہیں کہ میں نے سنا ایک مولوی نے ریل کی سواری کے خلاف فتویٰ دیا اور ڈاکخانہ میں خط ڈالنا بھی وہ گناہ بتاتا تھا اب یہانتک جن لوگوں کی حالت پہنچ جاوے ان کے پاگل یا نیم پاگل ہونے میں کیا شک باقی رہا۔ یہ حماقت ہے دیکھنا یہ چاہیئے کہ میرا فلاں فعل اللہ تعالیٰ کے فرمودہ کے موافق ہے یا خلاف ہے۔ اور جو کچھ میں کر رہا ہوں یہ کوئی بدعت تو نہیں اور اس سے شرک تو لازم نہیں آتا۔ اگر ان امور میں سے کوئی بات نہ ہو اور فساد ایمان پیدا نہ ہو تو پھر اُسکے کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اعمال بالنیات کا لحاظ رکھنے میں نے بعض مولوی کی نسبت ایسا بھی سنا ہے کہ صرف و نحو وغیرہ علوم کے پڑھنے سے بھی منع کرتے ہیں۔ اور اُسکو بدعت قرار دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت یہ علوم نہ تھے یہ پیچھے سے نکلے ہیں۔ اور ایسا ہی بعض نے توپ یا بندوق کے ساتھ لڑنا بھی گناہ قرار دیا ہے ایسے لوگوں کے احمق ہونے میں شک کرنا بھی غلطی ہے قرآن شریف تو فرماتا ہے۔ کہ جیسی طیاری وہ کریں تم بھی ویسی ہی طیاری کرو یہ مسائل دراصل اجتہادی مسائل ہیں اور انمیں نیت کا بہت بڑا دخل ہے۔ غرض ہمارا یہ فعل اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ محض اسکی شکر گذاری کے اظہار کیلئے ہے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ یہاں کوئی کام ہوتا ہے اور جو لوگ حسن ظن سے کام نہیں لیتے یا اسرار شریعت سے ناواقف ہوتے ہیں۔ بعض وقت انکو ابتلا آجاتا ہے اور وہ کچھ کا کچھ سمجھ لیتے ہیں۔ کبھی ایسا ہوا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم گھر میں کہانیاں سنا رہی ہیں اسوقت اگر کوئی نادان اور نااہل آکر دیکھے اور آپ کے اغراض کو مدنظر نہ رکھے تو اس نے ٹھوکر ہی کھانی ہے۔ یا ایک مرتبہ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے اور دوسری بیوی نے آپ کیلئے شوربے کا پیالہ بھیجا تو حضرت عائشہؓ نے اس پیالہ کو گرا کر پھوڑ دیا۔ اب ایک ناواقف حضرت عائشہؓ کے اس فعل پر اعتراض کرنے کی جرأت کرتا ہے اور حضرت عائشہؓ کے دوسرے افعال پر نظر نہیں کرتا ایسے امور پیش آتے ہیں۔ جو دوسرے علم نہ رکھنے کیوجہ سے اگر اعتراض کر بیٹھتے ہیں اعتراض سے پہلے انسان کو چاہیئے کہ حسن ظن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے کام لے اور چند روز تک صبر سے دیکھے پھر خود بخود حقیقت کھل جاتی ہے کچھ عرصہ کا ذکر ہے کہ ایک عورت مہمان آئی اور ان دنوں میں کچھ ایسا اتفاق ہوا کہ چند بی بیوں سے نماز ساقط ہو گئی تھی اُس نے کہا کہ یہاں کیا آنا ہے کوئی نماز ہی نہیں پڑھتا حالانکہ وہ معذور تھیں۔ اور عند اللہ اُنپر کوئی مواخذہ نہ تھا۔ مگر اُس نے بغیر دریافت کئے اور سوچ ایسا کلمہ یا تزکیہ دلمیں ہوتا ہے۔ بغیر اسکے کچھ نہیں بنتا۔

حالانکہ میں نے دیکھا ہی کہ ہمارے گھر میں اسقدر التزام نماز کا ہے کہ جب پہلا بچہ پیدا ہوا تھا۔ اسکی شکل مبارک سے بہت بہت ملتی تھی۔ وہ بیمار ہوا اور شدت سے اُسکو بخار چڑھا ہوا تھا یہانتک کہ اُسکی حالت نازک ہو گئی اسوقت نماز کا وقت ہو گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ میں نماز پڑھ لوں ابھی نماز ہی پڑھتے تھے کہ وہ بچہ فوت ہو گیا۔ نماز سے فارغ ہو کر مجھ سے پوچھا کہ کیا حال ہے! میں نے کہا کہ اسکا تو انتقال ہو گیا۔ اسوقت مینے دیکھا کہ انہوں نے بڑی شرح صدر کے ساتھ کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اسی وقت میرے دلمیں ڈالا گیا کہ اللہ تعالیٰ انکو نہیں اُٹھائیگا جب تک اس بچہ کا بدلہ نہ دے لے چنانچہ اسکے فوت ہونیکے قریباً چالیس دن بعد محمود پیدا ہوا اور اُسکے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ بچے پیدا ہوئے غرض ظنون فاسدہ والا انسان ناقص الخلقت ہوتا ہے چونکہ اسکے اس رسمی امور ہوتے ہیں اسے [illegible] درست ہوتا ہے نہ دنیا ایسے لوگ نمازیں پڑھتے ہیں مگر نماز کے مطالب سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ اور ہرگز نہیں سمجھتے کہ کیا کر رہے ہیں نماز میں تو ٹھونگیں مارتے ہیں لیکن نماز کے بعد دعا میں گھنٹہ گھنٹہ گذار دیتے ہیں۔ تعجب کی بات ہے کہ نماز جو اصل دعا کیلئے ہے اور جسکا مغز ہی دعا ہے۔ اسمیں وہ کوئی دعا نہیں کرتے۔ نماز کے ارکان بجائے خود دعا کیلئے محرک ہوتے ہیں۔ حرکت میں برکت ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بیٹھے بیٹھے کوئی مضمون نہیں سوجھتا جب ذرا اُٹھ کر پھرنے لگے ہیں تو مضمون سوجھ گیا ہے۔

اسطرح پر سب اعمال کا حال ہے اگر انکی اصلیت کا لحاظ اور مغز کا خیال نہ ہو تو وہ ایک رسم اور عادت رہجاتی ہے اسطرح روزہ میں خدا کیواسطے نفس کو پاک رکھنا ضروری ہے لیکن اگر حقیقت نہ ہو تو پھر یہ رسم ہی رہجاتی ہے۔

یقیناً یاد رکھو کہ جو خدا تعالیٰ کے فضل پر خوش نہیں ہوتا۔ اور اسکا عملی اظہار نہیں کرتے وہ مخلص نہیں ہے۔ میرے خیال میں اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کے فضل پر سال بھر تک گاتا رہے تو وہ سال بھر بھی کم نہیں والے سے اچھا ہے۔ جو امور قال اللہ اور قال الرسول کے خلاف ہوں یا انمیں شرک یا ریا ہو۔ اور انمیں اپنی شیخی دکھائی جاوے وہ امور اثم میں داخل ہیں اور منع ہیں۔

دف کیساتھ شادی کا اعلان کرنا بھی اس لئے ضروری ہے کہ آئندہ اگر جھگڑا ہو تو ایسا اعلان بطور گواہ ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی اگر کوئی شخص نسبت اور ناطہ پر شکر وغیرہ اس لئے تقسیم کرتا ہے کہ وہ ناطہ پکا ہو جاوے تو گناہ نہیں ہے لیکن اگر یہ خیال نہ ہو۔ بلکہ اس سے مقصد صرف اپنی شہرت اور شیخی ہو تو پھر یہ جائز نہیں ہوتے۔

اسی طرح میرے نزدیک باجے کی بھی حلت ہے اسمیں کوئی امر خلاف شرع نہیں دیکھتے بشرطیکہ نیت میں خلل نہ ہو نکاحوں میں بعض وقت جھگڑے پیدا ہوتے ہیں اور وراثت کے مقدمات ہو جاتے ہیں جب اعلان ہو گیا ہوا ہوتا ہے تو اسے مقدمات کا انفصال سہل اور آسان ہو جاتا ہے۔ اگر نکاح گم صم ہو گیا اور کسیکو خبر بھی نہ ہوئی۔ تو پھر وہ تعلقات بعض اوقات قانوناً ناجائز سمجھے جا کر اولاد محروم الارث قرار دیجاتی ہے ایسے امور صرف جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہیں کیونکہ ان سے شرع کے قضایا فیصل ہوتے ہیں یہ لڑکے جو پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ بعض وقت انکے عقیقہ پر ہمنے دو دو ہزار آدمی کو دعوت دی ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہماری غرض اس سے یہی تھی کہ تا اس پیشگوئی کا جو ہر ایک کے پیدا ہونے سے پہلے کیگئی تھی۔ بخوبی اعلان ہو جاوے۔

بدظنی سے حبط اعمال ہو جاتا ہے تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ میں اپنے آپ کو سب سے بدتر سمجھونگا۔ ایک بار وہ دریا پر گیا تو اس نے دیکھا کہ ایک جوان عورت ہے اور ایک مرد بھی اسکے ساتھ ہے اور دونوں بڑی خوشی کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں وہاں اُسنے دعا کی کہ الٰہی! میں اس شخص سے تو بہتر ہوں کیونکہ اس نے حیا چھوڑ دیا ہے۔ اتنے میں کشتی آئی اور وہ اُسمیں سوار ہو گئے۔ سات آدمی تھے وہ غرق ہو گئے وہ شخص جسکو اُسنے شرابی سمجھا تھا دریا میں کود پڑا اور بچہ کو بچا لایا اور ایک باقی رہا تو اسکو مخاطب کر کے کہا کہ تو ایسا گمان کیا تھا۔ اب ایک باقی ہے اسے نکال لا۔ اسوقت اُسنے سمجھا کہ یہ تو مجھکو ٹھوکر لگی۔ آخر اس سے اصل معاملہ پوچھا۔ تو اُسنے کہا کہ میں تیرے لئے خدا کا مامور ہوں یہ عورت میری والدہ ہے اور جسکو تو شراب

کہتا ہے یہ اس دریا کا پانی ہے۔ اور یہاں میں خدا تعالےٰ کے بہائے سے بیٹھا ہوں

غرض حسن ظن بڑی عمدہ چیز ہے انکو ہاتھ نہیں دینا چاہئے اور خدا تعالےٰ کے فضل اور انعام پر اسکا شکر کرنا کبھی ناجائز نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہمیں اسکی رضا ہی مطلوب ہو۔ دنیا کی تبھی اور نمود غرض نہ ہو۔

(الحکم نمبر ۱۳-۱۴ جلد ۷ - ۱۰-۱۷-اپریل ۱۹۰۳ء

نکاح اسلام میں

تعلق زناشوئی کے ساتھ اگر فریقین کی صحت خراب نہ ہو تو اولاد کا پیدا ہونا لازم ہے اور اولاد کی پرورش کے لئے نکاح کا دستور لازم قرار دیا گیا ہے۔ تعلق زناشوئی نکاح کی صورت میں فطرتاً واجب ہے اور یہی وجہ ہے کہ خلقت آدم سے نکاح کا وجود لازمی طور پر بنی نوع انسان میں پایا جاتا ہے۔

گذشتہ یا موجودہ تاریخوں کہیں یہ پتہ نہیں چلتا کہ کسی قوم یا کسی مذہب میں دستور نکاح سے بے اعتنائی کیگئی ہو۔ میں یہاں صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ نکاح کے متعلق جو قواعد سدید ہے اور سارے اسلام نے قایم کئے ہیں وہ ہندوستان میں زیر عمل نہیں ہیں، اور یہاں کے اہل اسلام کا ان سے غیر مانوس ہونا خود ان کے لئے باعث زحمت ہے اور محبان مسائل اسلام کے لئے سخت قابل افسوس ہے۔

نفس نکاح

رسوم نکاح کے دو حصے ہیں ایک تو فریقین میں ایجاب و قبول کا ہونا اور دوسرا اس ایجاب و قبول کا شہرت دینا۔ ایجاب قبول کیلئے بہترین نمونہ ہمارے لئے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کا مقدمہ نکاح ہے حضرت علیؓ نے خود خواستگاری آنحضرتؐ سے کی۔ اس کے قبل چند دیگر اصحاب کہار نے خواہش ظاہر کیں تو آنحضرتؐ نے سکوت فرمایا، اور حضرت علیؓ نے درخواست کی تو آنحضرتؐ نے منظور فرمالی اس واقعہ سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ کسی مرد کا کسی عورت سے دو بدو بلا توسط کسی دلی اصلی یا مجازی کے درخواست نکاح کرنا جیسا کہ آج کل غیر مسلم مہذب قوموں میں یا دنیا کی بعض غیر مہذب قوموں میں رائج ہے۔ جب تک ضرورت داعی نہ ہو غیر مستحسن ہے اور دوسرے یہ کہ اس کام کے لئے نائبوں یا متوسطوں کا توسط معیوب ہے۔ اور وجہ عیب ظاہر ہے کہ چھوٹے چھوٹے کاموں کو براہ راست خود طے کرنا اور نکاح ایسے اہم کام کو غیروں کی وساطت سے انجام دینا صریحی بے دانشی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کے نکاح کے وقت اپنے احباب کو بلا بھیجا تھا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ تشہیر نکاح مسنون ہے اور مقتضائے مصلحت بھی ہی ہے۔ تاکہ حاضرین نکاح کے گواہ رہیں اور تعداد مہر یاد رکھیں۔ لیکن بجائے خاص خاص احباب کے بلانے کے نکاح کے جلسہ کو میلے کا ایک تماشہ بنا دینا اور بطور رسم کے ہر اہل اور نا اہل کو دوست اور غیر دوست کو تفاخر کے لئے بلانا سنت نبوی کی پیروی نہیں ہے۔ اور غیر مستحسن ہے۔ مجمع کثیر ہو۔ اور باقتضائے موقع و محل ضروری ہو تو چنداں مضائقہ نہیں لیکن دلہن کے گھر ایک جماعت کثیر کے ساتھ دولہا کا جانا اور پھر اس سے اپنے ساتھیوں کا کھانا لینا کسی طرح مناسب نہیں ہے بلکہ میرے نزدیک تو یہ کہنا بعض حالتوں میں کھانا نیوتا دینا حرام ہو جاتا ہے اسوۂ حسنہ کی گذشتہ جلد کے صفحہ ۳۵۶ میں ایک مضمون میرا شائع ہوا تھا جسکی سرخی تھی "کیا برات کا کھانا حرام ہے" ناظرین اسے ملاحظہ فرمالیں۔ نکاح فاطمہؓ کا خطبہ خود آنحضرتؐ نے پڑھا تھا۔ اور از جانب حضرت فاطمہؓ ولی کی حیثیت سے خود مراتب ایجاب و قبول انجام دیئے تھے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ نئی علم ہیں وہ اگر طریقۂ مسنون پر عمل کرنا چاہتے ہیں تو خود اپنی لڑکیوں کے نکاح میں خطبہ پڑھیں۔ اور خود ایجاب و قبول کریں۔ کسی نکاح خواں کا واسطہ نہ تلاش کریں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے بعد ہی حضرت فاطمہؓ کو حضرت علیؑ کے پاس بھیجدیا۔ لیکن تا زیست اپنا تعلق پدری حضرت فاطمہؓ کے ساتھ قائم رکھا۔ نہایت ناپاک ہے وہ خاندان جسمیں لڑکیاں گھروں سے مثل لونڈیوں کے جدا کیجاتی ہیں۔ اور نکاح کے وقت باپ سمجھتا ہے کہ لڑکی ایک بلا تھی جو گھر سے نکلتی ہے۔ اور ایک نوجوان دام میں پھنسکر یہ بلا اپنے سر لیتا ہے۔ بعد نکاح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی علیہ السلام کے گھر جانا اور دونوں پر دعائے خیر کر کے پانی کا چھینٹا دینا اور بعض روایت کے مطابق اپنا لعاب دہن ڈالکر دونوں کو وہ پانی پلانا اشارہ ہے۔ اسطرف کہ گو بضرورت لڑکی بیاہی گئی لیکن باپ کا تعلق لڑکی سے منقطع نہیں ہوا بلکہ اس کا شوہر بھی داخل رشتہ فرزندی ہوا۔

(اسوۂ حسنہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

القرآن فی رمضان

از افاضات مولانا حافظ روشن علی صاحب

(مرتبہ - قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

۶۶۹ الم یاتکم رسل منکم - یہاں کفار مخاطب ہیں حالانکہ رسول مومن ہوتے ہیں معلوم ہوا کہ منکم صحیح ہے اس سے ہم مذہب مراد نہیں پس اولی الامر منکم میں بھی منکم سے مسلمان حاکم ہی مراد نہیں بلکہ کفار حاکم بھی مراد ہو سکتے ہیں۔

۶۷۰ کاظمین - اپنے دکھ کا کوئی انتظام نہ کر سکیگا اندر ہی اندر غصہ لی جاتا ہوگا۔

۶۷۱ انی عذت دعا اور پیشگوئی تھی کہ تم مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

۶۷۲ یکتم ایمانہ - یہ بزدلی سے چھپاتا نہ تھا - اگر وہ بزدلی سے کام لیتا تو جب موسیٰؑ کے قتل کی تجویزیں ہو رہی تھیں وہ اندر بھی چھپا - پس اس نے حکمت کیوجہ سے ایسا کیا اسطرح پر جسطرح دوسری زیادہ دینی خدمت ہو سکتی تھی۔

۶۷۳ لن یبعث اللہ - یہ لوگوں کی عادت ہے پہلے مانتے نہیں پھر کہتے ہیں اب کوئی رسول نہیں آتا۔

۶۷۴ ما مکروا - معلوم ہوا یکتم ایمانہ والا بڑا آدمی تھا اسکو قتل کرنے کیلئے کئی منصوبے کرنے پڑے - مگر پھر بھی ناکامی ہوئی

۶۷۵ وما ارسلنا من رسل - معلوم ہوا کہ کتاب کے بغیر بھی رسولوں کو کچھ دیا جاتا ہے وہ کیا ہے؟ وحی خفی - نیز اس سے معلوم ہوا کہ بغیر کتاب کے بھی رسول ہوتا ہے - مگر اسے وحی ضرور ہوتی ہے۔

۶۷۶ من قصصنا علیک - قرآن شریف میں قریباً ۲۵ رسولوں کا ذکر آتا ہے - حالانکہ ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر آچکا ہے - اور بعض احادیث میں آیا ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر

۶۷۷ قما ر اذا اباسنا - اسمیں قوم یونس مستثنیٰ ہے۔

۶۷۸ ویقال لک - یہ بھی منہاج نبوت ہے کہ وہ اعتراض نہ کرو جو پہلے نبیوں پر بھی پڑتا ہو۔

۶۷۹ وھو علیھم عمی - یہ تقلیب نسبت ہوتی ہے - مطلب یہ کہ خود اندھے ہیں قرآن مجید کی خوبیاں نظر نہیں آتیں

پچیسواں پارہ شروع ہوا

۶۸۰ حٰمٓ عسٓقٓ - حمید مجید علیم سمیع قادر مطلق۔

۶۸۱ کذالک یوحی الیک - معلوم ہوا کہ مضارع کا صیغہ ماضی کے معنے میں بھی آجاتا ہے - یہ مثال یاد رکھو

۶۸۲ اللہ یجتبی - خدا کیطرف سے دو قسم کے فیضان ہوتے ہیں - ایک تو خدا کی محبت سے خود بخود کھینچے جاتے ہیں یہ انبیاء اولیاء ہوتے ہیں - دوم وہ جو انابت کے ذریعہ ہدایت پاتے ہیں - یہ عام قومیں ہیں۔

۶۸۳ لفی شک منہ مریب - ایسا شک جو دوسروں کو شک میں ڈالدے - چنانچہ جب اصل انجیل مہیا کرنی دشوار ہوئی تو کہا کہ مسیح خود خدا تھا اسکی طرف کسنے الہام کرنا تھا۔

۶۸۴ الا المودۃ فی القربیٰ - شیعہ اسکے یہ معنے کرتے ہیں - کہ میرے رشتہ داروں علی حسن حسین فاطمہ سے محبت کرو خدمت تواضع بھی اجر نبوۃ ہے - ہم کہتے ہیں کہ یہاں قربیٰ کا لفظ مضاف نہیں بلکہ مشترک ہے وصف اور مصدر کے درمیان پس پہلے تعیین ہونی چاہیئے - کہ یہ مصدری معنوں میں ہے یا وضعی معنوں میں - ؟ قرآن مجید میں تو ہر جگہ بمعنے مصدر آیا ہے - اگر بالفرض بمعنے وصف ہے تو مضاف تو کسی کیطرف ہے - نہیں پس یہ عام کیوں نہ رہے - کہ آپسمیں قرابت رکھے یعنی لڑو جھگڑو نہیں - اگر قربیٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے مراد قرابتی رشتوں کے ہیں تو پھر باقی رشتہ داروں کو کیوں لگا لاجائے آخر انہوں نے بھی ہیں۔ پھر شیعوں کے مختلف فرقے ہیں۔ امام کے ایک بیٹے کو مانتے ہیں دوسرے کو مرتد کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے ...

.....

اہل بیت سے وہی زیادہ عناد رکھتے ہیں۔ پھر ہم کہتے ہیں اسکے معنے قرب کے کیوں نہ رکھے جائیں۔ یعنی قرب الٰہی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔ یعنی میں خدا کے قرب کی محبت تمہارے اندر پیدا کرنا چاہتا ہوں۔ ایک معنے ابن عباس نے کئے ہیں۔ تم میرا اور لحاظ نہ کرو مگر کم از کم رشتہ داری کے حقوق تو مجھے دو۔ مرلبوں میں رشتہ داری کے لحاظ سے ایک دوسرے کی حفاظت کرتے تھے۔

۶۸۵ ولو بسط اللہ الرزق۔ یہ آیت حجت ہے ان لوگوں پر جو کہتے ہیں کہ مہدی اتنا مال تقسیم کریگا۔ کہ کوئی لینے والا نہ رہیگا۔ اول تو اس کثرت سے مال کی کچھ قیمت ہی نہ رہیگی۔ دوم پھر دنیا کے کاروبار ہی بند ہو جائینگے بالتوازم کا بھی اسی میں رد ہے۔

۶۸۷ لیسکن المریض۔ جس سسٹم کے ذریعے وہ جل رہے ہیں اسکو ٹھکرا دے بند کر دے۔

۶۸۸ والذین یجتنبون کبائر الاثم۔ جب گناہ کے انتہائی مقصد چھوڑنیکا قصد کر لیا جائے تو صغیرہ خود ہی چھوٹ جاتے ہیں۔ جس گاؤں میں نہ جانا اسکی راہ ہی کیوں پوچھنا۔

۶۸۹ ھم یغفرون۔ غضب آئے تو لڑائی نہیں کرتے گھر بیٹھے شکایت بھی نہیں کرتے۔ بلکہ معاف کر دیتے ہیں۔

۶۹۰ وامرھم شوریٰ بینھم۔ مشورہ کا بڑا فائدہ ہے ایک امر کے متعلق سب پہلو نظر آجاتے ہیں۔

(۲) ذمہ داری کم ہو جاتی ہے۔ اس شخص کی جو کام دوسروں کے مشورے سے کرے

(۳) جن سے مشورہ لیا جائے وہ مفت میں ہمدرد اور معاون بنجاتے ہیں۔

۶۹۱ انہ لا یحب الظلمین۔ ظالموں سے پیار نہیں کرتا جو عفو کا حکم دیا بلکہ عفو جب ہی کرو۔ کہ اصلاح ہوتی ہو۔

۶۹۲ یعرضون علیھا۔ عذاب کو نار ہی تعبیر کیا۔ اسلئے ضمیر مؤنث ہے۔

۶۹۳ الا وحیاً۔ تحریر سامنے آجائے جلدی سے کلام۔ اشارہ

۶۹۴ من وراء حجاب۔ دیوار سے درخت سے آواز آجائے۔

(۳) نبی کی معرفت اپنا کلام پہنچا دے

۶۹۵ اومن ینشوء فی الحلیۃ۔ عورت کا حسن کامل نہیں ہوتا۔ جبھی زیوروں سے اسکو کامل کرنا پڑتا ہے۔ پھر کار و بار میں گفتگو کا حوصلہ نہیں۔ (والناقص کالمعدوم) غرض ہر پہلو سے ناقص ہے۔

۶۹۶ معیتنھم۔ غریبوں ہی سے امیر ہوتے ہیں۔ چھوٹوں سے بڑے اسوقت کیوں نہیں یہ کہتے کہ کسی امیر کو دولت دو۔ غریب کو نہ دو۔

۶۹۷ بعد المشرقین۔ مشرق و مغرب کی دوری۔

۶۹۸ انہ لعلم للساعۃ۔ انہ کی ضمیر قرآن شریف کی طرف ہے۔ یا مسیح کیطرف۔ مسیح کیطرف پھیرنیوالے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ مسیح اترے گا۔ تو معلوم ہو جائیگا۔ کہ قیامت آئیگی حالانکہ یہ تو ہمیں پہلے ہی سے معلوم ہے۔ کہ قیامت نے آنا ہے اگر قرب مراد ہے تو اسکا علم اقتربت الساعۃ والشق القمر سے ہو چکا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مسیح اس گھڑی کا علم تھا۔ جسمیں بنی اسرائیل کی نبوت منقطع ہو گئی۔

(۲) علم مصدر بمعنے فاعل یعنی مسیح ساعۃ کا یقین رکھنے والا تھا۔

(۳) خدا کی قدرت کا نمونہ تھے۔ اس سے استدلال ہو سکتا ہے۔ کہ قیامت آنیوالی ہے۔ جو بغیر باپ پیدا کر سکتا ہے وہ دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے

۶۹۹ انا اول العبدین۔ بعض لوگوں نے اسکے یہ معنے کئے ہیں۔ کہ میں اسکا انکار کرنیوالا ہوں عابد بمعنے منکر

۷۰۰ الا من شھد بالحق۔ یعنی رسول اللہ وصلعم۔

۷۰۱ فی لیلۃ۔ جب دنیا پر ضلالت کی رات چھائی ہوتی ہے۔ اسوقت ایسا پر حکمت کلام نازل کرنا ثبوت ہے۔ اس بات کا کہ ہم رسول بھیجا کرتے ہیں۔

۷۰۲ بدخان مبین۔ اسوقت سخت قحط پڑا تھا۔

۷۰۳ بنطشۃ۔ یہ بدر کے موقعہ کیطرف اشارہ فرمایا۔

۷۰۴ فاسر بعبادی۔ تعلیم دیجا رہی ہے کہ آپ کو (صلے اللہ علیہ وسلم) بھی راتوں رات نکل جانا ہو گا۔

کلمات الرسول ﷺ

(مستند احادیث سے خاص الفاظ رسول ﷺ کا اقتباس اردو زبان میں)

۱ تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کریگا
۲ ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کیدن تاریکی میں ڈالیگا
۳ حرص سے بچو کیونکہ حرص کے باعث پہلے لوگ بہت ہلاک ہوگئے۔
۴ شراب سے بچو کیونکہ یہ تمام برائیوں کی کنجی ہے
۵ اگر تم کسیکو تادیب کرو تو منہ پر مت مارو۔ دوسرے حصہ جسم کو زدوکوب کرو +
۶ تمام اچھے کام مومنین اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ انسان زبان کو بری باتوں سے محفوظ رکھے۔
۷ خدا کے بندوں میں اللہ کا پیارا وہ شخص ہے جسکا خلق اچھا ہے۔
۸ اللہ تعالیٰ کو وہ کھانا پسند ہے جسپر کثرت سے ہاتھ پڑتے ہوں۔
۹ جب تمہارے پاس کوئی شخص ملنے کو آوے تو اسکی عزت کرو۔
۱۰ سلام کامل مصافحہ سے ہوتا ہے۔
۱۱ بزرگوں کی لغزشوں سے درگذر کرو۔
۱۲ اچھی صورت والونمیں نیکی تلاش کرو۔
۱۳ بری باتوں کا چھوڑنا بھی ایک نیکی ہے۔
۱۴ جو کچھ علم حاصل کرو اسکو لکھ لیا کرو تاکہ بھول نہ جاؤ
۱۵ برا انڈا وہ ہے جسکا دل اندھا ہے۔
۱۶ مزدور کو اسکی مزدوری اسکے پسینہ کے خشک ہونے سے پہلے دیدو۔
۱۷ دوزخ سے بچو خواہ کھجور کا چھوٹا ٹکڑا خیرات کرنیسے ہو
۱۸ اپنے معاملات کو راستداری سے طے کرو۔ اور اپنی مزدوریں چپکے چپکے پوری کیا کرو +
۱۹ ایسے شخص کی صحبت میں کچھ بہتری نہیں ہے جو اپنا نیک و بد دیکھے اور تمہاری پرواہ نہ کرے
۲۰ کھانا کھانیکے وقت اپنے جوتے اتار لیا کرو۔ اسلئے کہ یہ عمدہ طریقہ ہے۔
۲۱ اپنی اولاد کو تین خصلتوں سے آراستہ کرو۔ اور ادب سکھاؤ (۱) اپنے رسول ﷺ کی محبت (۲) آپکے اہل بیت کی محبت (۳) قرآن شریف کا پڑھنا۔ اس لئے کہ قرآن پڑھنے والے خدا کے سایہ میں ہونگے جسدن سوائے اسکے اور کسیکا سایہ نہوگا اور ایسے شخص کا انبیاء علیہم السلام اور خدا کے برگزیدہ لوگونکی ساتھ حشر ہوگا۔
۲۲ جب خدا تمہیں مال عنایت فرمائے تو اسکا اثر تمہارے اوپر ہونا چاہیئے۔ اسلئے کہ اللہ تعالےٰ یہ پسند فرماتا ہے کہ اپنے بندے کی بدن پر اسکی خوبی کا اثر دیکھے اور اسکو دوست نہیں رکھتا کہ فقیری اور محتاجگی اپنے بندے پر دیکھے
۲۳ مسلمان ایک سوراخ سے دوبار نہیں کاٹا جاتا یعنی جس چیز سے ایک بار نقصان اٹھائی پھر دوبارہ اسکی طرف رخ نہیں کرتا۔
۲۴ جب کھانا کھاؤ تو داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔ اور جب پانی پیو تو داہنے ہاتھ سے پیو کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔
۲۵ جب کسی شخص کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو چاہیئے کہ بیٹھ جائے اگر غصہ جاتا رہا تو فبہا ورنہ لیٹ جائے۔
۲۶ اپنے مردوں کا تذکرہ اچھی طرح کرو اچھی باتیں بیان کرو اسکی برائی کا تذکرہ نہ کرو۔
۲۷ جب تین آدمی ایک جلسہ میں ہوں تو یہ نہ چاہیئے کہ دو آدمی تو کانا پھوسی کرنے لگیں اور ایک آدمی کو اکیلا چھوڑ دیں
۲۸ تمہارے اوپر اگر چھوٹے سے سر والا حبشی غلام حاکم بنایا جائے۔ تب بھی اسکی اطاعت و فرمانبرداری کرو
۲۹ اللہ تعالےٰ کا زیادہ شکریہ کرنیوالا وہ شخص ہے جو آدمیونکی شکرگذاری سے دریغ نہیں کرتا۔
۳۰ خدا کا تابعدار وہ بندہ ہے جو اپنے ملنیوالے سے سبقت سلام میں
۳۱ اچھا کسب انسانکا اپنے ہاتھ سے کمانا اور ہر ایماندار کی تجارت ہے۔
۳۲ اللہ کی عبادت کرو کسیکو اسکا شریک مت بناؤ اور نماز پڑھو۔ زکوٰۃ دو۔ حج و عمرہ کرو۔ رمضان کے روزے رکھو۔ اور ایسی بات اختیار کرو جو لوگونکو پسند ہو۔ اور وہ تمہارے پاس آئیں۔ اور ایسی بات جو انکو ناگوار ہو نہ کرو کہ وہ تمہارے پاس نہ آئیں۔
۳۳ آپسمیں سلام کرنیکی عادت ڈالو تو محبت بڑھیگی۔
۳۴ اکثر گناہ آدمیونکی زبانکی بدولت ہوا کرتے ہیں۔
۳۵ آدمیونمیں بہتر قیامت کیدن وہ شخص ہے جو بہت اوپر درود زیادہ پڑھے
۳۶ حق والیکو ہر طرح سے بات کرنیکا حق ہے۔
۳۷ لوگونکو انکے مرتبہ کے موافق جگہ دیا کرو۔
۳۸ میں اپنی امت کے آدمیونکو قسم دیتا ہوں کہ وہ حمام میں بغیر تہمد باندھے داخل نہوں اور اپنی امتکی عورتونکو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ وہ حمام میں نہ جائیں
۳۹ ظالم اور ظالموں کے مددگار دوزخ میں جائینگے۔
۴۰ مردونکو نیک لوگونکی قبر ونکی پاس میں دفن کیا کرو کیونکہ مردہ کو بھی بری پڑوسی سے تکلیف ہوتی ہے جیسے زندہ کو بری پڑوسی سے ہوتی ہے
۴۱ اپنے ایمان کی تجدید لا الہ الا اللہ کے ذکر سے کیا کرو۔

فاروقی خضاب

اس خضاب کا ٹریڈ مارک (نشان) منارۃ المسیح رکھا گیا تھا۔ الحمد للہ کہ اس نشان کی برکت سے ہمارا خضاب مینار بلند پر پہونچ گیا۔ اور ہر روز اسکی تعریف کے خطوط سرٹیفکیٹ کے طور پر آنے لگے۔ جنکو ہم رفتہ رفتہ ناظرین فاروق کیلئے شایع کرتے رہینگے آج ہم ایک غیر احمدی خریدار کا خط شایع کرتے ہیں۔ اخبار ہمدم میں ہمارے خضاب کا اشتہار پڑھکر ایک شخص نے مندرجہ ذیل کارڈ ہمیں لکھا۔

"جناب من۔ تسلیم۔ مجھے پندرہ سال کے تجربہ نے یہ بتایا ہے کہ جسقدر خضاب ہیں وہ سب بیکار ہیں۔ اور ناممکن ہے کہ بلا عیب کے کوئی خضاب ہو آپ خواہ مخواہ اپنی سچائی کو تادیلات سے کام میں لاتے ہیں۔ اور گنہگار سوا خدا کے ذمہ دار خدا اور رسول کے ہوتے ہیں۔ اگر دنیا بھر کے اصحاب خضاب کے معاملہ میں حلف اٹھائیں ہرگز باور کرنیکے قابل نہیں ہیں کیونکہ ہر شخص تجارت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یا سبز باغ دکھا کر لوٹتا ہے چونکہ ہمارے دو ایک اصحاب آپ کے خضاب کو آزمائشاً منگانا چاہتے ہیں۔ لہذا ایک شیشی خضاب فاروقی کی حسب ذیل پتہ سے وی پی بھیجدیجئے سید ضامن علی رجسٹرار قانونگو تحصیل بہرتنان ضلع اٹاوہ ۵۔ ۲۔ اگست ۱۹۲۰ء کو مندرجہ ذیل کارڈ انکا آیا۔ جو ہماری صداقت اور خضاب کی عمدگی کیلئے قابل قدر سرٹیفکٹ ہے کیونکہ ایک ایسے تجربہ کار شخص نے جو پندرہ سال کے تجربہ سے اس نتیجہ پر پہونچا تھا کہ جسقدر خضاب ہیں وہ سب بیکار ہیں ہمارے خضاب کو اپنے پندرہ سالہ تجربہ کے خلاف باکار پایا نیز جس شخص کا یہ یقین تھا کہ اگر دنیا بھر کے اصحاب خضاب کے معاملہ میں حلف اٹھائیں۔ ہرگز باور کرنیکے قابل نہیں ہیں وہ شخص اپنے یقین کے خلاف ہمارے خضاب کے معاملہ میں بلا حلف ہی صداقت کی گواہی دیتا ہے۔ نہ صرف گواہی دیتا ہے بلکہ ہمارے خضاب کی اشاعت میں کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ انکا دوسرا کارڈ یہ ہے۔

"جناب من بتسلیم ایک شیشی خضاب فاروقی حسب ذیل پتہ سے بھیجدیجئے۔ آپکی خضاب کی اشاعت کر رہا ہوں دو شیشیاں میری معرفت ضلع دار نہر گنگ اچھلدہ نے منگائی تھیں۔ وہ غالباً بھیجدی ہونگی۔ ہمیشہ سچائی کی دوکانمیں ترقی ہوتی ہے" سید ضامن علی رجسٹرار قانون گو بہرتنان ۲۳۔ اگست ۱۹۲۰ء۔

میں ناظرین فاروق سے درخواست کرتا ہوں کہ جو اصحاب فاروقی خضاب منگائیں۔ وہ بعد استعمال اسکے متعلق اپنی رائے ضرور خاکسار کے پاس ارسال کریں۔ قیمت ایک شیشی ایک اونس معہ برش ۱۲ر تین شیشی معہ [illegible] ۸ر چھ شیشی ۱۲ر محصولڈاک معہ خرچ پیکنگ [illegible] ۱۲ر تین شیشی ۸ر چھ شیشی ۱۲ر

پتہ:۔ عرا ینڈ برادر دارالفضل سٹریٹ فاروق منزل قادیان ضلع گورداسپور۔ ملک پنجاب

مجرب وائین طلب فرمائین

۱۔ **شربت فولاد**۔ جو طاقت اور خون صالح پیدا کرتا ہے قوت ہاضمہ کو قوی کرتا ہے۔ اعضاء رئیسہ کو تقویت بخشتا ہے۔ فی بوتل کلاں ۱۲ر

۲۔ **شربت دافع قبض**۔ قبض کو رفع کرتا ہے اور بلا کسی ضعف و کمزوری کے اجابت باذراغت روزانہ ہو جاتی ہے۔ کسی قسم کا پرہیز نہیں فی بوتل کلاں ۱۲ر

۳۔ **چٹنی**۔ نہایت خوش ذائقہ ہے۔ غذا کو ہضم کرتی اور اشتہا کو بڑھاتی ہے۔ فی سیر ۱۲ر

۴۔ **بخار کی گولیاں**۔ یہ گولیاں ہر قسم کے بخار کو دور کر کے خون کو صاف کرتی ہیں۔ اور قبض نہیں ہونے دیتیں۔ فی درجن ۱۲ر

۵۔ **حب قبض کشا**۔ ہر قسم کے قبض کو دفع کرتی ہیں۔ اور بھوک لگاتی ہیں۔ فی درجن ۱۲ر

۶۔ علاوہ ازیں ایسے مایوس مریضوں کا جنکے اولاد نہیں ہوتی اور تمام عمر علاج کرتے کرتے گذر گئی اور پھر ناکام رہے۔ خدا کے فضل سے اگر وہ میرا علاج شروع کر دیں۔ تو انشاء اللہ اوس قادر مطلق کے فضل سے اور مسیح موعودؑ کے صدقہ سے انکے گھر اولاد ہوگی۔ مفصل حالات لکھکر بھیجدیں انکا علاج کیا جائیگا۔ اور کامیابی خدا کے فضل و کرم سے ضرور ہوگی۔ خدا کی ذات سے ناامید ہونا مومن کی شان نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اس عاجز کے تیار کردہ شربت فولاد اور چٹنی کا استعمال فرمایا ہے۔ ہر دو ادویات کو مفید پاکر ارشاد کیا ہے۔ کہ میری تیار کردہ ادویات کو حاجت مند احباب ضرور استعمال کریں۔ میں اور دوائیں بھی تیار کرتا ہوں۔ جنکی تفصیل مفصلہ ذیل پتہ سے خط و کتابت کرنے پر معلوم ہو سکتی ہے ادویات مندرجہ بالا ریع التاثیر اور مفید تر ہیں۔ محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر
حکیم نور احمد احمدی اینڈ کو تاجران پٹینہ۔ اکولا۔ برار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اور آپکے خلیفہ اوّل حضرت مولانا نور الدین صاحب کا مصدقہ ممیرا اور حضرت خلیفہ اول کا تبایا ہوا۔

سرمہ ممیرا اور سرمہ سلاجیت

اصلی ممیرا ایک ایسی چیز ہے جو امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور ایک مجمع کے سامنے مسجد مبارک میں ممیرا پیش کیا۔ آپنے اسے بہت پسند فرمایا اور فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے۔ جس سے لوگ ہزاروں روپیہ کماتے ہیں۔ میں نے حضور علیہ السلام کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بدر و الحکم اور رسالہ میگزین میں اسے شائع کیا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ بہت لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

میں اس سرمہ اور ممیرے کو ہمیشہ اسی نیت سے مشتہر کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا مصدقہ ہے۔ اور نسخہ سرمہ حضرت خلیفہ اوّلؓ کا تجویز کردہ ہے۔ جو لوگ امراض چشم میں مبتلا ہیں۔ یا حفظ ماتقدم کے طور پر حفاظت چشم چاہتے ہیں وہ اس سرمہ کو استعمال کریں۔ حضرت حکیم الامت نے اسکے متعلق فرمایا۔ برائے امراض چشم بسیار مفید است یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑا۔ آلہ۔ سیاہ اور سرخی چشم اور ابتدائی موتیا بند و دیگر امراض کیلئے مفید ہے قیمت سرمہ اعلیٰ فی تولہ ۱۲ر۔ اصلی ممیرا کی قیمت فی تولہ ۱۲ر یہ سرمہ جسکی آنکھیں دکھتی ہوں انکے لئے بہت مفید ہے۔ اور مجرب اور مقوی بصر ہے۔ خصوصاً طلباء کیلئے

سرمہ سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا ہے جسکی عبارت یہ ہے۔ مقوی جمیع اعضا نافع سرع مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح و دافع بواسیر و جدام و استسقاء زردی رنگ و تنگی نفس و دق شیخوخیت فساد بلغم و قاتل کرم شکم مفتت سدہ و گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و بیوست و درد مفاصل کیلئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ خود بہمراہ دودھ استعمال کریں قیمت فی تولہ ۱۲ر

اول فیتولہ ۱۲ر۔ المشتہر
احمد نور کابلی تاجر مہاجر قادیان۔ پنجاب۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(فاروق پریس قادیان میں باہتمام ایم قاسم علی پرنٹر و پبلشر چھپکر فاروق منزل سے شائع ہوا)